خاندانی زندگی کے قرآنی اسلوب میں اولاد کے حقوق

رقیہ رباب و آمنہ کاظمی[1]

خلاصہ:

دین اسلام چونکہ دین فطرت ہے لہذا اس کے سماجی نظام میں جس طرح دیگر تمام مخلوقات کے حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں اسی طرح بچوں کے حقوق بھی واضح ہیں اسلام نے بچوں کے حقوق کے حوالے سے کسی پہلو کو تشنہ لب نہیں چھوڑا اور یہ باور کرایا گیا ہے کہ معاشرتی ارتقاء کا تمام تر دارومدار بچوں کی درست تعلیم و تربیت اور نگہداشت پر منحصر ہے۔ لہذا اسلام نے بچوں کے بارے میں خصوصی ہدایات دی ہیں۔

اس مقالے کا موضوع-خاندانی زندگی کے قرآنی اسلوب میں اولاد کے حقوق-قرار دیا گیا ہے جس میں مقدمہ، مفاہیم شناسی، قرآنی نقطۂ نظر سے باولاد کی اہمیت، اسلام میں اولاد کے حقوق کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بیان کیا ہے بنیادی حقوق جیسے: حق حیات، حق پرورش، حق نکاح و۔۔۔، اخلاقی حقوق جیسے: اخروی نجات کا انتظام کرنا و۔۔۔ بیان کیا ہے۔

کلیدی کلمات: اولاد، قرآن، حق، خاندان

مقدمہ

تمام حمد و ثناء اس اللہ کے لئے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی ممکن نہیں، جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے۔ نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پاسکتی ہیں نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کے کمالِ ذات کی کوئی حد معین نہیں۔ اس ذات پروردگار کے شکر گزار ہیں کہ اس نے اپنے بندوں کو تمام نعمتوں سے نوازا

[1]۔ بی ایس سٹوڈنٹس، جامعۃ المصطفیٰ اسلام آباد، پاکستان

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت نیک اولاد کا ہونا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی ٹھنڈک کہا ہے اس لئے اولاد کا ہونا خوش بختی تصور کیا جاتا ہے۔

جنہیں یہ نعمت میسر آتی ہے۔ وہ بہت خوش و خرم رہتے ہیں، اور جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ اولاد کی محرومیت کے صدمے میں پڑے رہتے ہیں۔ مگر جب انہیں اولاد مل جاتی ہے تو گویا وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی ہر نعمت مل گئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، خدائے رحمان کے بندے وہ ہیں جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند بالا خانے دئے جائیں گے، جہاں انہیں سلام پہنچایا جائے گا۔ اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ جو بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔

اسلام نے اولاد کے معاملے کو صرف والدین کی صوابدید پر ہی نہیں چھوڑا اور نہ ہی معاشرے کے رویے پر انحصار کیا ہے بلکہ بچوں کو قانونی تحفظ فراہم کیا ہے اور ان کے ساتھ روا رکھے جانے والے غلط رویہ کو قابل سزا قرار دیا ہے۔ دور حاضر میں بچوں کی نگہداشت کی صورت میں جو سرگرمیاں دکھائی دیتی ہیں اور اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں میں اس سلسلے میں جو اقدامات کیے جا رہے ہیں اور وہ انسانی معاشروں کی کوتاہیوں اور غفلتوں کا ہی ردِ عمل ہے۔

موجودہ دور کے انسان کو اپنی سعادت کا انتظام کرنے کے لئے ایک بار پھر اسلام کے دامن میں پناہ لینے کی ضرورت ہے۔ لہذا اس مقالے کا موضوع۔ خاندانی زندگی کے قرآنی اسلوب میں اولاد کے حقوق۔ قرار دیا گیا ہے، تا کہ ہم سب اسلام کی نظر میں اولاد کے حقوق سے آشنا ہو سکیں۔

کلیات و مفاہیم شناسی

ا۔ خاندان کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: خاندان کو عربی میں۔ اہل بیت۔ کہتے ہیں اس کا معنی: رشتہ دار، کنبہ، بیوی بچے و۔

اسی لئے کسی فرد کے اہل خانہ کو-اہل الرجل-کہا جاتا ہے۔[1]

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں-خاندان-: کسی فرد کے اہل خانہ یا قریبی افراد ہوتے ہیں[2]۔ کیونکہ ۔اہل۔ کا مطلب ہوتا ہے لائق ہونا، دوسرے لوگوں سے زیادہ کسی کے لئے خاص ہونا جیسا کہ ارشاد خداوند کریم ہے: هُوَ أَهْلُ التَّقْوى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ؛[3] وہی ڈرانے کا اہل اور مغفرت کا مالک ہے-

۲۔زندگی کا لغوی و اصطلاحی معنی

لغوی معنی: زندگی کو عربی میں حیاۃ کہتے ہیں جس کا معنی صاحب "القاموس" کے مطابق، نشو و نما، بقا اور منفعت[4] اور "ابن فارس" کہتے ہیں:

"فالحیاۃ وھو ضد الموت" حیات "یعنی موت کی ضد[5]

اصطلاحی معنی: صفة وجودية توجب للمتصف بها ان يعلمه ويقدر والحياة الدنيا هيه ما تشغل العبد عن الآخرة[6] حیات ایک وجودی صفت ہے، جو سبب بنتی ہے کہ موصوف جان لے اور قدرت حاصل کرے۔ اور دنیوی زندگی سے مراد یہ ہے کہ اسے آخرت سے روگردان کردے۔

۳۔اسلوب کا لغوی و اصطلاحی معنی

لغوی معنی: ترتیب، طریقہ[7]

---

[1] -فراہیدی، خلیل، کتاب العین، ج ۴ ص ۸۹؛ ابن فارس، احمد بن فارس، (محقق / مصحح: ہارون، عبد السلام محمد)، معجم المقاییس اللغۃ، ج ا ص ۱۵۰

[2] ۔ خلیل، فراہیدی، کتاب العین، ج ۴ ص ۸۹

[3] ۔سورہ مدثر آیہ ۵۶

[4] ۔ خلیل، فراہیدی، کتاب العین، ج ۴ ص ۸۹

[5] ۔بن زکریا، ابی الحسن احمد ابن فاس، (مترجم: شہاب الدین ابو عمرو)، معجم القالیس فی اللغۃ، لبنان: دار الفکر، بی، چا، ص: ۲۹۰

[6] ۔نگری، قاضی عبد النبی احمد، جامع العلوم فی اصطلات الفنون الملقب بدستور العلما، بیروت: بی، نا، چ: دوم، ۱۹۷۵م، ج ۲، ص ۷۰

[7] ۔ یاوی، ابوالفضل عبدالحفیظ، مصباح اللغات لاہور: مکتبہ خلیل، ص ۵۰۸، جوہری، اسماعیل بن حماد، دار المعرفیہ بیرت چ دوم ۲۰۰۷م، مکرم، محمد بن، لسان العرب، چ اول ۲۰۰۵ مؤسسہ الاعملی للمطبوعات۔ بیرت ج ۳ ص ۲۳۷۱

اصطلاحی معنی: اسلوب "عربی زبان کا لفظ ہے جسے انگلش میں؛style؛ کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ کسی فرد، گروہ

یامعاشرے کے زندگی گزارنے کا طور وطریقہ اور سلیقہ اسے فارسی میں طرز کہاجاتاہے۔[1]

۴۔قرآن کے لغوی واصطلاحی معنی:

لغوی معنی: اہل لغت نے قرآن کے معنی یوں بیان کیے ہیں:

"قرآن "قراء کی طرح "قرء" سے ماخوذ ہے جن کے اصلی معنی لغت عرب میں جمع کرنے کے ہیں۔ کتاب کے عام رواج سے پہلے کسی نظم یانثر کے جمع کرنااس طرح کہ وہ محفوظ ہو جائے، بہترین طریقہ یہی تھا کہ اسے سینہ میں محفوظ یعنی از بر کر لیا جائے۔ اسی بنا پر صدر اسلام میں "قراءۃ" ب معنی "حفظ" مستعمل ہوتا تھا۔ اور حافظ قرآن کو" قاری" کہتے تھے۔[2]

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں "قرآن" کا مطلب "وہ کلام جو بطور وحی حضرت رسولِ خداؐ پر بحثیت معجزہ اتارا گیا" ہے۔[3]

قرآن مجید علم و معرفت کا سب سے بڑا خزانہ اور افضل ترین کلام ہے اور ہر لحاظ سے "معجزہ" ہے جس میں تمام انسانی ضرورتوں ومسائل کا حل موجود ہے اور ہر قسم کی مشکلات کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور دنیا وآخرت کی سعادت وخوش بختی اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے، اس کی وسعت کا اعلان کرتے ہوئے خداوند کریم نے فرمایا" وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ "[4] کوئی دانہ اور خشک وترایسا نہیں ہے جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔؛ ہر قسم کے مسائل کا حل جب قرآن مجید میں ہے۔

توپھر "معاشرتی راہنمائی" کے بھی تمام اصول بہترین طریقے سے قرآن نے بیان کئے ہیں۔ جن پہ عمل کر کے "کامیاب راہنمائی" حاصل کی جاسکتی ہے۔

---

[1] میریام وبسٹر، merriam . websters collegiate dictionary، ص ۶۷۲

[2] ۔النقوی، سید علی نقوی، مقدمہ قرآن، (لاہور: معراج کیمپنی، چ: اول: ۲۰۱۴ء) ص ۱۱

[3] ۔ ایضاً، ص ۱۹۔

[4] ۔ سورہ انعام، ۵۹

قرآنی نقطہ نظر سے اولاد کی اہمیت:

اسلامی معاشرہ اولاد کو انسانی اقدار کی بقاء اور تحفظ کا ذریعہ سمجھتا ہے اور اسے نعمت عظمی قرار دیتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات سے اولاد کے نعمت عظمی ہونے کا ثبوت ملتا ہے اولاد انسانی شخصیت کی توسیع اور اس کی خصوصیات کا بہترین مظہر ہوتی ہے، اس لئے ہر انسان فطری طور پر اولاد کی خواہش رکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ اولاد نہ صرف رنج وآرام میں ہمدرد اور غم خوار ہوگی بلکہ اس کے مقصد حیات کی تکمیل میں مدد ومعاون ہوگی۔ بچوں کی موجودگی میں ذاتی تسکین کا بڑا سامان موجود ہے۔ بچے جہاں مادی طور پر ایک سہارا ہوتے ہیں وہاں روحانی طور پر تسکین کا باعث ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس نعمتِ عظمی کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔[1]۔ اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لئے جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے جوڑوں (یعنی بیویوں) سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے/نواسے پیدا فرمائے اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔۔

قرآن مجید کے مطابق بچے دینوی زندگی کی زینت ہیں اگرچہ آخرت کیلئے اعمال صالح ہی باقی رہنے والے ہیں لیکن دینوی زندگی کی رونق بچوں ہی کے دم سے ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: "المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا"[2]: اے رسول) مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں"

بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے: وامددنا کم باموال وبنین وجعلنا کم اکثر نفیرا"[3]

اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہیں افرادی قوت میں (بھی) بڑھایا۔ "حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو اللہ تعالی کی نعمتوں کا احساس دلاتے ہوئے بچوں کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"واتقوا الذی امد کم بما تعلمون، امد کم بانعام وبنین"[4]

---

[1] ۔ نحل، ۷۲،

[2] سورہ کہف، ۴۶

[3] ۔ سورہ اسراء، آیت: ۶

[4] ۔ الشعراء، آیت ۱۳۳۔۱۳۲

اور اس خدا سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جنہیں تم خوب جانتے ہو (اچھا سنو) اس نے تمہاری چارپایوں اور لڑکے بالوں اور باغوں اور چشموں سے مدد کی"

حضرت نوحؑ اپنی قوم کو اللہ تعالی کی طرف بلاتے ہوئے اس کے انعامات کا ذکر کرتے ہیں اور اس میں مال و اولاد کا خصوصی تذکرہ کرتے ہیں:

"ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انھارا"[1]

"اور مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔"

قرآن مجید نے بچوں کے شاید اس لئے زور دیا ہے کہ اس رویوں کی اصطلاح ہو گی۔ قرآن نقطہ نظر سے بچے اللہ تعالی کی نعمت ہیں ان کی قدر کرنی چاہیے۔ انہیں زحمت سمجھ کر ان سے نجات حاصل کرنا نہ صرف کفران نعمت ہے بلکہ انسان معاشرہ کے لئے بے حد نقصان دہ ہے۔ ان سے بدسلوکی کرنا ان کی پرورش میں کوتاہی برتنا اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ کرنا نسل انسان کی بقاء اور اس کے استحکام لے لئے مضر ہے۔

اسلام میں اولاد کے حقوق:

اسلامی تعلیمات کی رو سے بچوں کی حفاظت و نگہداشت بہت ضروری ہے۔ اسلام نے بچوں کے حقوق کے سلسلے میں خصوصی ہدایات دی ہے ان ہدایات پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقوق دو طرح کے ہیں:

ا۔ بنیادی حقوق

۲۔ اخلاقی حقوق

---

[1] ۔ نوح، آیت ۱۲

الف۔بنیادی حقوق

اسلام نے اپنی معاشرتی تنظیم میں پہلے دن سے ہی بچوں کے حقوق کے بارے میں واضح موقوف اختیار کیا ہے اور یہ عظیم اصلاح کا حصہ ہے جسے اسلام نے معاشروں کی تشکیل میں اختیار کیا ہے۔بنیادی حقوق میں مندرجہ ذیل حقوق کے بارے میں اسلامی تعلیمات پائی جاتی ہیں:

۱) حق حیات

بچے کا سب سے پہلا بنیادی حق زیست ہے مرد اور عورت کا جائز جنسی تعلق صرف تفریح اور حصول لذت کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تعلق نسل انسانی کے تسلسل کا ذریعہ ہے۔لہذا اس تعلق کے نتیجے میں جو بچہ جنم لیتا ہے اس کا یہ حق ہے کہ اس کی زندگی کو محفوظ بنایا جائے۔چونکہ وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتا اس لئے والدین اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ اس کی زندگی کو یقینی بنائیں۔بعض انسانی معاشروں میں اولاد کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ معاشی تنگی کی وجہ سے یا مذہبی عقیدہ کی بناءپر انہیں معبودوں کے لئے قربان کر دیا جاتا تھا۔اسلام نے قتل اولاد کو قانونی جرم قرار دیا ہے خواہ معاشی ہو مذہبی یا قبائلی وعصبیت کی بناء پر ہونے والے قتل کو نسل انسانی کا قتل قرار دیا۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا[1]

اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔بے شک ان کا قتل گناہ کبیرہ ہے،ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ[2]

[1] ۔بنی اسرائیل آیت ۳۱

[2] ۔سورہ انعام ۱۵۱

کہدیجئے: آؤمیں تمہیں وہ چیزیں بتادوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کردی ہیں، (وہ یہ کہ) تم لوگ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤاور والدین پر احسان کرواور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اور علانیہ اور پوشیدہ (کسی طور پر بھی) بے حیائی کے قریب نہ جاؤاور جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کروہاں مگر حق کے ساتھ، یہ وہ باتیں ہیں جن کی وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

انسان کے اندر جو نہایت گہرے جذبات اور مہر و محبت

کے احساسات پائے جاتے ان میں سب سے بڑھ کر اولاد کے لیے ماں باپ کے جذبات ہیں والدین کے اپنی اولاد کے لیے جذبات اور محبت سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی جذبہ نہیں۔ مگر کبھی انسان کی شقی القلب اور سنگدلی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ایسا نازک اور حقیقی محبت بھی اس کے اندر دم توڑ دیتا ہے اور اس مہر اور محبت کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ معصوم اور بے گناہ بچے پر بھی وہ رحم نہیں کرتا جو بے چارے اپنا بچاو تک نہیں کر سکتے اور وہی فرد جس سے رحم دلی اور محبت کی توقع کی جائے وہ بجائے بچے کی تربیت، پرورش اور ہر قسم کی آفتوں سے بچاو کے اپنی انگلیاں اسی معصوم کے نازک گلے پیوست کر کے اس کی زندگی ختم کر دیتا ہے یا کنویں میں پھینک دیتا ہے یا منہ بند کر کے اس کا گلا گھونٹ دیتا ہے یا پہاڑ سے نیچے پھینک دیتا یا پانی میں شقی القلبی سے ڈبو دیتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ اپنے جگر گوشوں کے ساتھ یہی سلوک کرتے تھے اسلام نے اس شرم ناک اور دردناک رواج کی شدت سے مخالفت کی اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے سعی کی جس کے نتیجے میں اس شقی القلبی کی جگہ دوبارہ مہر محبت اور شفقت و حسن سلوک نے لے لی۔[1]

زمانہ جاہلیت کے عربوں اور موجودہ زمانے میں اسقاط حمل کے طرفداروں میں جو فرق نظر آتا ہے وہ یہ کہ وہ لوگ علم و دانش اور اس کے ذریعے معاشرے کی نشوونما سے نابلد تھے، خصوصاً آبادی

[1] ۔ نجفی، مولانا سید صفدر حسین، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان قرآن کا دائمی منشور، نگارش آیۃ اللہ استاد جعفر سبحانی، ج ۲۔ اص ۷۶

کی افزائش کے مضمرات سے وہ نہیں واقف تھے اور صرف اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ موجود یا متوقع فقر و فاقہ سے چھٹکارا ملے مگر آج کا انسان اقتصادی اور معاشی خیر و فلاح اور بین الاقوامی پر حفظان صحت کے اصولوں سے آگاہی رکھ کر بھی اپنے اس عمل کو حق بجانب ٹھہراتا ہے اور کہتا ہے کہ معاشی وسائل اور اجناس کی پیداوار سے زیادہ آبادی بڑھ رہی ہے اس لئے برتھ کنٹرول کے علاوہ ہمارے پاس چارہ نہیں خواہ یہ اسقاط حمل کے ذریعے سے ہی ممکن ہو۔[1]

مشرکانہ دور میں دیوی دیوتاؤں کی نذر میں اولاد کی قربانی کی جاتی تھی۔ بعض مشرکانہ معاشروں میں اب بھی یہ رسم باقی ہے۔ قرآن اس قبیح رسم کی مذمت کرتا ہے اور اسے احمقانہ عمل قرار دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے اس رسم کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا جیسا کہ اس آیت سے آشکار ہوتا ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ[2] ؛ وہ لوگ یقینا خسارے میں ہیں جنہوں نے بیوقوفی سے جہالت کی بنا پر اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ نے جو رزق انہیں عطا کیا ہے اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے اسے حرام کر دیا، بیشک یہ لوگ گمراہ ہوگئے اور ہدایت پانے والے نہ تھے۔

کئی معاشروں میں لڑکیوں کو پیدائش کے فوراً بعد کر دیا جاتا تھا بعض قبائل ایسے تھے جو لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ قبائلی معاشروں میں بالعموم لڑکی کو ایک بوجھ سمجھا جاتا چنانچہ شادی کے بعد اسے کسی دوسرے قبیلے یا خاندان میں جانا ہوتا تھا اس لئے وہ قبیلہ اور خاندان کے کے لئے ممد و معین ثابت ہونے کے بجائے بوجھ سمجھی جاتی۔[3] آج بھی اس نام نہاد ترقی یافتہ دور میں لڑکیاں جہیز کم لانے کی وجہ سے قتل ہو رہی ہیں اور بعض عورتیں بعد میں یہ معلوم کرکے اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی، اسقاط کر دیتی ہیں۔ اور لڑکی معاشی بوجھ اور معاشرتی ذمہ داری سمجھیں جاتی ہیں اس لیے ا س سے نجات کے راستے تلاش کیے جاتے ہیں بعض عربوں کے ہاں یہ عقیدہ تھا کی فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور ان کی سفارش سے مشکلات حل ہوتی ہیں اور دوسری طرف وہ اپنی بیٹیوں سے نجات

---

[1] ۔ایضا

[2] ۔ سورہ انعام، ۱۴۰

[3] ۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۰ء، ص ۷۰

حاصل کرتے یا انہیں شدید دباو میں رکھتے ہیں قرآن کریم نے عربوں کے اس رویئے کی نشاندہی یوں کی ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ [1]

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی ہے تو مارے غصے کے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔اس بری خبر کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کیا اسے ذلت کے ساتھ زندہ رہنے دے یا اسے زیر خاک دبا دے؟ دیکھو! کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں؟

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ [2]

حالانکہ جب ان میں سے کسی ایک کو بھی اس (بیٹی) کا مژدہ سنایا جاتا ہے جو اس نے خدائے رحمن کی طرف منسوب کی تھی تو اندر ہی اندر غصے سے پیچ و تاب کھا کر اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اسلام نے ان تینوں اقسام کے قتل کو ممنوع قرار دیا ہے اور اولاد کی نعمت کو پہنچانے کا سلیقہ سکھایا ہے اس طرح کے اقدامات کو قانونی طور پر جرم قرار دیا اور قابل سزا بنایا اولاد اللہ تعالی کا عطیہ ہے اسے کسی طرح بھی ختم کرنا درست نہیں ہے اولاد کی محبت اللہ تعالی کی رحمت کا مظہر ہے اور اس سے ہی نوع انسان کی بقاء ہے۔

۲) حق پرورش

بچوں کا دوسرا حق پرورش ہے پرورش سے مراد وہ طریقہ کار ہے جو بچے کی زندگی اور اس کی نشو نما کا ضامن ہو اسلام نے والدین کو اپنے بچوں کی بقاء اور نشو نما کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اس لیے وہ اللہ تعالی کے سامنے جواب دہ ہوں گے ایک بچہ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں خطرات و حوادث سے اپنا دفاع نہیں کر سکتا اپنے وجود کی حفاظت تو بعد کی بات ہے وہ تو خورد نوش کے لیے بھی دوسروں کا محتاج ہوتا ہے یہ وجہ ہے کہ اللہ نے والدین کو اس امر کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے وہ اپنے بچے کی خوراک کا

[1] ۔ سورہ نحل،۵۸۔۵۹

[2] ۔ سورہ زخرف ۱۷

انتظام کریں انہیں بیماریوں سے بچائیں اور حادثات سے محفوظ رکھیں قرآن وسنت والدین پر فرض عائد کیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو عمر کے مطابق خوراک اول لباس کا انتظام کریں حضور اکرم کے ایک ارشاد سے اس ذمہ داری کا عمومی تصوریوں ملتا ہے آپ نے فرمایا" انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جاے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا، انسان اپنے ماں باپ کے مال کا نگران ہو گا اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جاے گا اور تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ والدین کی خاص ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری بچوں کی تربیت اور ان کی خوراک کا خاص خیال رکھنا اس پرورش کے ضمن میں خوراک، لباس، صاف ستھرا ماحول اور محبت وشفقت کا رویہ جیسے امور شامل ہیں اور بچہ ابتدائی دور میں جس خوراک کا محتاج ہوتا ہے اپنی ماں کے دودھ کا محتاج ہوتا ہے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ[1] اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، (یہ حکم) ان لوگوں کے لیے ہے جو پوری مدت دودھ پلوانا چاہتے ہیں اور بچے والے کے ذمے دودھ پلانے والی ماؤں کا روٹی کپڑا معمول کے مطابق ہو گا، کسی پر اس کی گنجائش سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جاتا، بچے کی وجہ سے نہ ماں کو تکلیف میں ڈالا جائے اور نہ باپ کو اس بچے کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچایا جائے اور اسی طرح کی ذمے داری وارث پر بھی ہے، پھر اگر طرفین باہمی رضامندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہتے ہیں تو اس میں ان پر کوئی مضائقہ نہیں ہے نیز اگر تم اپنی اولاد کو (کسی سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی

[1] ۔ سورہ بقرہ، ۲۳۳

مضائقہ نہیں بشرطیکہ تم عورتوں کو معمول کے مطابق طے شدہ معاوضہ ادا کرو اور اللہ کا خوف کرو اور جان لو کہ تمہارے اعمال پر اللہ کی خوب نظر ہے۔

اس آیت کی رو سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ماں کیل ئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بچے کو دودھ سے محروم رکھے دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے اس سے کم مدت میں دودھ چھڑاے ہوئے یہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ بچے کی صحت اور پرورش پر برا اثر تو مرتب نہیں ہوگا۔اس آیت نے واضح کیا کہ دودھ پلانے والی ماں کے حقوق کا خیال رکھا جائے ، باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے اور اس کی ماں کی نگہداشت کا پورا انتظام کرے۔

والدین کی علیحدگی کی صورت میں بچے کی رضاعت (دودھ پلوانے) کا انتظام کرنا ضروری ہے ماں کے ل ئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بلاوجہ بچے کو دودھ کی نعمت سے محروم کردے کیونکہ یہ اسکی پرورش میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے پرورش میں مساوی سلوک غذا، لباس اور رہن سہن میں بچوں کے ساتھ مساوی رویہ اختیار کرنا اسلام کا تقاضا ہے اسلام سے قبل عرب معاشرے میں لڑکوں کو ترجیح دی جاتی تھی اور خوراک اور لباس میں امتیازی رویہ رکھا جاتا تھا آنحضرت نے اس امتیازی رویہ کو ناپسند فرمایا اور امت کو ایک طرح کی ہدایت ہے کہ وہ مساوات کی روش اپنائیں آپ نے فرمایا: ؛بہشت میں ایک خاص درجہ ہے کہ اس درجے تک سوائے تین آدمیوں کے اور کوئی پہنچ نہیں سکتا اول امام عادل ، دوسرے وہ جو اپنے عزیزوں کے ساتھ نیک سلوک کرے ، تیسرے وہ جو اپنے بال بچوں کے اخراجات کا تحمل کرے اور ان سے جو تکلیفیں اسے پہنچیں صبر سے اُن کو برداشت کرے۔[1] امام جعفر صادق سے منقول ہے: ؛جس شخص کے ذمہ دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو پھوپھیوں یا دو خالاؤں کا خرچ ہو یہ خرچ اُسے آتش جہنم سے بچانے کو کافی ہے۔[2] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا؛ سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کرو اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔[3]

---

[1] ۔ مجلسی،۔ محمد باقر، تہزیب الاسلام (مترجم: مولانا سید مقبول احمد)، افتخار بک ڈپو، لاہور، ۱۴۳۸ھ، ص ۱۷۰

[2] ۔ایضاً، ص ۱۷۰

[3] ۔ الھیثمی ،نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب البیوع، باب: الھبتہ للولد، دار المامون للتراث، بیروت، ج ۴، ص ۲۷۲

۳) حق تربیت

اگرچہ پرورش میں تربیت شامل ہے لیکن پرورش میں جسمانی نشوونمااور تحفظ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے جب کہ تربیت کا تعلق ذہنی اور روحانی نشوونما سے ہے بچے کی متوازن شخصیت کی نشوونما کے لیے ذہنی وروحانی سہولتیں بے حد ضروری ہیں تربیت میں سب سے زیادہ اہم دو چیزیں ہیں:
(۱) تعلیم (۲) آداب زندگی

۴) تعلیم:

تعلیم انسانی شخصیت کا زیور ہے بچے کی شخصی نشوونما کے لیے تعلیم بے حد اہم ہے کتب روایات کے مطابق بچوں کی تعلیم زمانے کے مطابق دی جانی چاہیے یعنی حال کو دیکھ کر بچوں کی تربیت دی جانی چاہیے نہ کہ صرف ماضی کو ہی حرف آخر سمجھنا چاہیے پیغمبر اسلام کی زندگی میں علمی اشتیاق کے کئ نمونے اور مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جن کے پاس زر فدیہ نہ تھی تو رسول اللہ نے ان کا فدیہ یوں قرار دیا کہ وہ اُن صحابہ کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے فن کتابت تعلیم کریں اور تعلیم کتابت پوری کر دینے کے بعد وہ رہا کر دیئے جائیں گے[1]

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے آگاہ ہو کہ اللہ طالبان علم کو دوست رکھتا ہے۔[2]

امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: لوگو سمجھ لو کہ کمال دین طلب علم اور اس پر عمل کرنے میں ہے آگاہ ہو کہ علم کا طلب کرنا تمہارے لئے مال کے طلب کرنے سے زیادہ واجب ہے کیونکہ مال تمہارے لئے تقسیم شدہ ہے اور خدا اس کا ضامن ہے (یعنی رزق) وہ تم تک ضرور پہنچے گا اور ان محفوظ ہے اس کے اہل کے پاس اور اس کی طلب کا تم کو حکم دیا گیا ہے پس جو اس کے اہل ہیں (آئمہ طاہرینؑ) ان سے طلب کرو۔[3]

---

[1] ۔ سید اولاد حیدر فوق بلگرامی، اُسوۃ الرسول، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۱۱ء ج ۲، ص ۳۵۴

[2] ۔ الکلینی، الشیخ محمد بن یعقوب، اصول الکافی ا،ک، فضل العلم، باب: فرض العلم ووجوب طلبه والحث علیه، حدیث ۵، منشورات الفجر بیروت، ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۸ء، ج، ص ۱۶

[3] ۔ ایضاً، حدیث: ۴

۵)آداب زندگی

تعلیم کے ساتھ جو چیز بے حد ضروری ہے وہ اسلامی آداب کی آبیاری ہے بچے کو نظم وضبط سکھانا اس میں اچھی عادتیں اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرنا والدین کا فرض ہے آنحضرت کا فرمان ہے؛ باپ جو اپنی اولاد کو بہترین چیز عطا کر سکتا ہے وہ اچھا ادب اور نیک تربیت ہے۔[1]

مغرب نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے آزادی وخود مختاری کا جو نظریہ پیش کیا ہے اسکے نتیجہ میں ایک آزاد بے ادب، غیر منظم اور بد لحاظ افراد کا گروہ وجود میں آیا ہے جنہیں اپنی ذات کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا اسلام اسکے مقابلے میں ایک ذمہ دار منظم اور دوسروں کے لیئے خیر خواہی رکھنے والے افراد کی تشکیل کرتا ہے اسلام نے اچھی تربیت کو ثواب سے منسلک کیا ہے وہ والدین کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنے

بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کا انتظام کریں حضور اکرم کا ارشاد ہے: اپنے بچوں کی تکریم کرو اور انہیں ادب وتمیز سکھاؤ۔[2]

اسلام نے بچے کی تعلیم وتربیت دونوں پر زور دیا ہے اور اسے آزاد اور بے مہار نہیں چھوڑا حضور اکرمؐ نے تربیت کے حوالے سے بنیادی اصول بیان فرمایا ہے؛ كل مولوديولدعلى الفطرته فابواه يهودنه اوينصرانه اويمجسانه؛[3] ؛ہر بچے کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

علامہ شیخ صدوق فرماتے ہیں ؛اور بیٹے کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اس دنیائے فانی میں اپنی ہر نیکی اور بدی کے ساتھ تمہاری

طرف منسوب ہوگا اور جو کچھ بھی تم نے اسکو ادب سکھایا ہے اور اس کے رب کی طرف اس کی رہنمائی کی ہے یا اللہ کی اطاعت پر اس کی معاونت کی ہے ان کے تم ذمہ دار ہو لہذا اس کے معاملہ میں

---

[1] ۔نور الدین علی بن ابی بکرالھیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج۸، دار لمامون للتراث، بیروت، ص۱۵۹

[2] ۔القزوینی، ابی عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (مترجم: مولانا محمد قاسم امین) حدیث ۳۸۷۱، مکتبۃ العلم، لاہور، ص۔

[3] ۔بخاری، ابوعبداللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مترجم: مولانا محمد داؤد راز) الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، حدیث ۱۳۸۵، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ۲۰۰۴ء، جلد۲، ص۴۲۴

اس شخص کی طرح کام کرو جو جانتا ہو کہ اگر ہم اس کے ساتھ نیکی کریں گے تو ثواب ملے گا اور بدی کریں گے تو سزا ملے گی۔

(۶) حق میراث

اولاد کے بنیادی حقوق میں سے ایک اہم حق میراث کا ہے اسلام نے اولاد کو باپ کی جائیداد میں نہ صرف شریک کیا بلکہ ان کے حصے بھی متعین کر دیئے ہیں تا کہ کوئی ظلم نہ ہو سکے بعض معاشروں میں صرف بڑے بیٹے وارث ہوتے ہیں قدیم معاشروں میں بیٹیوں کو حصہ نہیں ملتا تھا قرآن نے ان کا حصہ متعین کیا اور سنت نبوی نے اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی وضاحت کر دی کہ باپ کو کسی جائز وجہ کے بغیر قانونی طور پر اولاد کو جائیداد سے محروم کرنے کا کوئی حق نہیں وہ کوئی ایسا اقدام نہ کرے جس سے ان کے حق تلفی ہو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ[1]؛ اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت فرماتا ہے، ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے قرآن نے لڑکی کا حصہ متعین کیا جبکہ دوسرے معاشروں میں کچھ بھی نہیں تھا پھر لڑکی کئی اور طریقوں سے بھی اپنا حق وصول کرتی ہے بیٹی کی حیثیت سے اور بیوی کی حیثیت سے اس کے حصے متعین ہیں پھر مہر ہے نان نفقہ کی ذمہ داری خاوند کی ہے اسے کئی پہلوؤں سے رعایت دی گی ہے جو اسکے نصف حصہ کی کمی پوری کرنے کا باعث بنتی ہے چونکہ اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل ہیں اس لئے ان کے حق وراثت کو قانونی حیثیت دی گی ہے اور والدین کو یہ حق نہیں کہ وہ انہیں محروم کر دیں۔

(۷) حق نکاح

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ والدین ان کے نکاح کا انتظام کریں بحیثیت مجموعی معاشرہ اور والدین اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنے جوان بچوں کی زندگی کی تنظیم کے لیے مناسب قدم اٹھائیں قرآن اور وسنت میں نکاح کے متعلق واضح احکام موجود ہیں رسول اکرمؐ نے فرمایا:

[1] ۔سورہ نساء،۱۱

؛اولاد کا حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھی طرح لے، قرآن کی تعلیم دے، تیر اکی سیکھائے، اگر لڑکی ہے تو اسے جلد اس کے شوہر کے رخصت کرے۔[1]

اولاد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ساتھی کا انتخاب کرے لیکن والدین پر راہنمائی کرنے، وسائل مہیا کرنے اور انتخاب میں سہولت پیدا کرنے ہے اسلام آزاد جنسی اختلاط کو معاشرے کے اخلاقی وجود کے لیے خطر ناک سمجھتا ہے عفت و عصمت اور غیرت وحیا کو بنیادی اجتماعی اقدار قرار دیتا ہے اس لیے نکاح کو آسان بنانے اور جنسی بے راہ روی کو روکنے میں والدین اور معاشرے کو مل کر دار ادا کرنا چاہیے۔

ب۔اخلاقی حقوق

اخلاقی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا اخلاقی اعتبار سے ضروری ہو، لیکن ادا نہ کرنے کی صورت میں قانونی گرفت نہ ہو۔اخلاقی حقوق میں اولین بات یہ کہے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے بچے کا نام ایسا رکھا جائے جو مسلم عقائد اور مسلم اخلاق کا آئینہ دار ہو۔اچھا نام انسان کو احساس تشخص دیتا ہے بُرا نام شر مساری کا باعث بنتا ہے۔انبیاء کرام ،اہلبیت عظام ،اصحاب کرام، اولیاءاللہ اور سلف صالحین کے ناموں پر نام رکھنا پسندیدہ ہے۔ناموں میں شرکیہ عنصر نہیں ہونا چاہیے والدین اگر اچھا نہ رکھیں یا کسی وجہ سے پسند نہ آئے تو لوگ تبدیل کرتے ہیں۔

اخلاقی حقوق میں شامل روحانی تربیت دوسرا اہم فرض ہے ظاہری اور جسمانی نشو ونما تو یقیناً والدین کی طرف سے اچھی طرح کی جاتی ہے روحانی تربیت دا صل وہ اہم امر ہے کہ جس کی طرف توجہ دنیا ہر ماں باپ کی ذمہ داری ہے۔

لیس منا من لم یوقر کبیرنا ویرحم صغیرنا؛[2] یعنی؛جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا، چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

---

[1] ۔عاملی، محمد بن حسن حر، ،(مترجم: شیخ محمد حسین نجفی) وسائل الشیعہ، ،النکاح، مکتبۃ السبطین، سرگودھا، ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۲۰۱۱ء ،ج۱۵، ص۱۶۸

[2] ۔ الکلینی، محمد بن یعقوب ،اصول اکافی،الایمان والکفر، باب اجلال الکبیر، حدیث: ۲، ،دار المرتضیٰ، بیروت، ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۴،ج۲،ص: ۵۳۷

اخروی نجات کا انتظام کرنا

اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل ہیں۔اولاد کے بہت سے حقوق ہیں جن میں سب سے اہم ان کی اچھی اور صالح تربیت کرنا ہے تاکہ وہ معاشرے کے بہترین فرد بن سکیں: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ؛[1]مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

بچانا اپنے کو آگ سے ان اعمال سے پرہیز کے ساتھ جو اس آگ کا موجب ہیں یہ پرہیز اپنی نسبت انسان کا فعل ارادی ہے جو اس اختیار سے وابستہ ہے۔ لیکن دوسروں کے لیے جو اس کے گھر والے ہیں بس جدوجہد وعظ و نصیحت اور زجر و توبیخ ہی کی حد تک اپنے اختیار میں ہیے حضرت نوح اپنے بیٹے کو عذاب سے بچاسکے تو کوئی دوسرا قررت کہاں رکھتا ہے کہ وہ بہر صورتا نپے گھر والوں کو عذاب سے بچاے اس آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

اب یہاں مسلمانوں کو خطاب کرکے اس آگ سے بچنے اور گھر والوں کو بچانے کا حکم دیا جارہاہے تو یہاں وہ پتھر والے بت کہاں ہیں جو مشرکین کے معبود تھے تو اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ الفاظ اس دوزخ کے تعارف کی حیثیت رکھتے ہیں جس میں جس میں انسان اور وہ پتھر ہوں گے۔اب چاہے ان دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ وہ پتھر نہ ہوں۔[2] اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

> وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَىْءٍ ۚ كُلُّ ٱمْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ؛[3]اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ملادیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

[1] ۔ سورہ تحریم/٦

[2] ۔ نقوی، علی نقی، تفسیر فصل الخطاب، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۱، ج ۳، ص ٦١٩

[3] ۔ سورہ طور/٢١

اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ ماں باپ کے اعمال اولاد کو دیئے جائیں گے اس کے بعد یہ بیان ہوا ہے (وماالتناہم من و عملہم من شیء) ہم ان کے عمل میں سے کسی چیز کی کوئی کمی نہیں کریں گے۔

ابن عباس پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اذا دخل الرجل الجنة سال عن ابويه وزوجته وولده فيقال له انهم لم يبلغو ادرجتك وعملك، يقول رب قد وعملت لي ولهم فيومر بالحاقهم به[1]؛ جس وقت انسان جنت میں داخل ہوگا، تو وہ اپنے ماں باپ بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا، تو اسے کہیں گے کہ: وہ تیرے درجہ ومقام اور عمل تک نہیں پہنچے ہیں، تو وہ عرض کرے گا، پروردگارا! میں نے اپنے لیے بھی اور ان کے لیے بھی عمل کیا تھا، تو اس وقت حکم دیا جائے گا کہ انہیں بھی اس کے ساتھ ملحق کردو "

اگر خدا متقین کی اولاد کے بارے میں کوئی لطف اور مہر کرے گا، اور انہیں جنت میں پرہیزگاروں کے ساتھ ملحق کرے گا، تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان کے اعمال کے بدلے سے کسی چیز کی کمی کرلی جائے گی۔[2]

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا[3]

وہ سب کے سب ایسے پیغمبر تھے کہ خداوند تعالی نے انھیں اپنی نعمت سے نوازا تھا۔ یہ ان انبیاء میں سے تھے کہ جو آدم کی اولاد میں سے تھے اور ان

لوگوں میں سے تھے کہ جنیں ھم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور وہ ابراھیم ویعقوب کی ذریت میں سے تھے اور ایسے تھے کہ جنہیں ھم

نے ھدایت کی تھی اور برگزیدہ کیا تھا وہ ایسے افراد تھے کہ جس وقت خدائے رحمن کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی تھی تو وہ زمین پر گرپڑتے تھے اور سجدے میں گریا کرتے تھے ۔یہ عظیم الشان اور جلیل القدر ہستیاں جن کا تذکرہ یہاں کیا گیا ہے اور ان کا نسل آدم سے ذریت ابراہیم وغیرہ سے تعلق ہے ،یہ سب کے سب اپنی عظمتوں کے باوجود خدا کے سچے عبادت گزار ،شب زندہ دار

[1] ۔ شیرازی، ناصر مکارم، (مترجم: صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ج ۱۳، ص ۴۴

[2] ۔ ایضاً

[3] ۔ سورہ مریم، آیت ۵۸

،روزہ دار اور پرہیزگار بندے تھے اور ان کی بندگی اور خدا خوفی کا یہ عالم تھا کہ جب ان کے سامنے آیات الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی تھی، تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں اور وہ سجدہ الٰہی میں بے ساختہ گر جاتے تھے۔

نتیجہ

ان تمام ابحاث کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ اِسلام نے دیگر اَفرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کو بھی زندگی، تعلیم و تربیت اور دیگر بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہوئے ایک مثالی تہذیب کی بنیاد رکھی ہے۔ اِسلام نے بچوں کے بنیادی حقوق کی بنیاد ان کی پیدائش سے بھی پہلے قائم کی ہے۔ اِس کا مقصد آئندہ نسلوں کی بہتر نشو و نما اور اُنہیں معاشرے کا فعال حصہ بنانے پر زور دینا ہے۔ اسلام نے بچوں کو بھی وہی مقام دیا ہے جو بنی نوع انسانیت کے دیگر طبقات کو حاصل ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کے ساتھ جو شفقت اور محبت پر مبنی سلوک اختیار فرمایا وہ معاشرے میں بچوں کے مقام و مرتبہ کا عکاس بھی ہے اور ہمارے لیے راہِ عمل بھی۔ اسلام میں بچوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ اسلام نے بچوں کے حقوق کا آغاز ان کی پیدائش سے بھی پہلے کیا ہے۔ ان حقوق میں زندگی، وراثت، وصیت، وقف اور نفقہ کے حقوق شامل ہیں۔ بچوں کے حقوق کا اتنا جامع احاطہ کہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے ان کے حقوق کی ضمانت فراہم کی گئی ہے دنیا کے کسی نظامِ قانون میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

فہرست منابع

١۔ القرآن الکریم

٢۔ ابن فارس، ابن زکریا، ابی الحسن احمد، (مترجم: شھاب الدین ابو عمرو)، معجم القالیس فی اللغتہ، لبنان: دار الفکر، بی، تا

٣۔ بخاری، ابو عبداللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مترجم: مولانا محمد داؤد راز) الجنائر، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، حدیث ١٣٨٥، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ٢٠٠٤ء،

٤۔ بلیاوی، ابو الفضل عبدالحفیظ، مصباح اللغات لاہور: مکتبہ خلیل، ص٥٠٨، جوہری، اسماعیل بن حماد، دار المعرفیہ بیرت چ دوم ٢٠٠٧م

۵. سبحانی، آیۃ اللہ استاد جعفر، مولانا سید صفدر حسین نجفی، م قرآن کا دائمی منشور لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ پاکستان
۶. عاملی، محمد بن حسن حر، ، (مترجم: شیخ محمد حسین نجفی) وسائل الشیعہ، ، النکاح، مکتبۃ السبطین، سرگودھا، ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۲۰۱۱ء
۷. فوق بلگرامی، سید اولاد حیدر، اُسوۃ الرسول، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۱۱ء
۸. فراہیدی، ابن فارس، احمد بن فارس، خلیل، کتاب العین، (محقق/ مصحح: ہارون، عبد السلام محمد
۹. قاسمی کیرانوی، مولانا وحید الزمان (مترجم: مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی) القاموس الوحید، کراچی: ادارہ اسلامیات چ: اول، ۱۴۲۲ھ، جون ۲۰۰۱
۱۰. کپوری، مولانا صفی الرحمٰن مبار، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۰ء
a. الکلینی، محمد بن یعقوب ،اصول اکافی، الایمان والکفر، باب اجلال الکبیر، حدیث: ۲، ، دار المرتضیٰ، بیروت، ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۴،
۱۱. الکلینی، الشیخ محمد بن یعقوب ،اصول الکافی ا، ک، فضل العلم، باب: فرض العلم ووجوب طلبہ والحث علیہ، حدیث ۵، منشورات الفجر بیروت، ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۰۰۸ء
۱۲. مجلسی، محمد باقر، تہذیب الاسلام (مترجم: مولانا سید مقبول احمد)، افتخار بک ڈپو، لاہور، ۱۴۳۸ھ
۱۳. مکرم، محمد بن، لسان العرب، چ اول ۲۰۰۵ مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات۔ بیرت ۱۷ ۲۳
۱۴. مکارم، ناصر شیرازی، (مترجم: صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ
۱۵. میریام وبستر، merriam . websters collegiate dictionary
۱۶. نقوی، علی نقی، تفسیر فصل الخطاب، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۱
۱۷. النقوی، سید علی نقوی، مقدمہ قرآن، لاہور: معراج کمپنی، چ: اول: ۲۰۱۴ء
۱۸. نگری، قاضی عبد النبی احمد، جامع العلوم فی اصطلات الفنون الملقب بدستور العلما، بیروت: بی، نا، چ: دوم، ۱۹۷۵م، ج۲، ص ۷۰
۱۹. الھیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب البیوع، باب: الھبۃ للولد، دار المامون للتراث، بیروت